بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث دہلی

نگرانِ اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۱۰ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ اکتوبر ۱۹۴۲ء | نمبر ۶

ماہِ معظم جا رہا ہے

(المدیر)

"محدث" کے پچھلے نمبر میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ ماہِ رمضان مسلمانوں کیلئے کیسی عظمت اور برکت کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا خاص طور پر نزول ہوتا ہے۔ اب اس بابرکت مہینے کے چند آخری دن اور باقی رہ گئے ہیں۔ ان دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ عبادت الٰہیہ میں اور زیادہ مشغول اور مستعد ہو جایا کرتے تھے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ (مسلم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں عبادت میں جتنی کوشش فرماتے تھے، دوسرے دنوں میں اتنی نہیں کرتے تھے ایک دوسری حدیث میں انھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری ومسلم) یعنی رمضان کے آخری عشرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل مستعد ہو جاتے تھے، رات رات بھر نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ رات کے آخری حصہ میں اپنی بیویوں کو بھی عبادت کے لئے جگا دیا کرتے تھے۔" ــــــ پس مسلمانو! ان چند دنوں کو غنیمت سمجھو، جس قدر نیکیاں کر سکتے ہو کر لو۔ خدا جانے آئندہ یہ دن نصیب ہوں گے یا نہیں۔ نمازیں پڑھ لو۔ قرآن مجید کی تلاوت

کرلو۔ صدقہ خیرات جتنی کرسکتے ہو کرلو۔ انھیں دنوں کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات وہ افضل رات ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔ اس کی کچھ تاریخیں تو گذر چکیں لیکن ابھی کئی تاریخیں باقی ہیں۔ اس رات کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو، اگر خوش قسمتی سے یہ رات مل گئی تو یاد رکھو کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی افضل ہے۔

الوداعی جمعہ نہایت افسوس کے ساتھ اس رنج کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ کسی عبادت اور کسی مہینہ کو بھی شاید مسلمانوں نے بدعت کی آلودگی سے ملوث کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ ہر جگہ کچھ نہ کچھ اپنی تنگ بندی لگا ہی دیتے ہیں۔ چنانچہ رمضان شریف کا آخری جمعہ "الوداعی جمعہ" یا "جمعۃ الوداع" یا صرف "الوداع" کے نام سے مشہور ہے جس کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ اس کو اپنے گاؤں یا قصبہ یا شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔ دوسری مسجدوں کے بجائے اس میں پڑھنے سے زیادہ ثواب ملیگا۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک کہتے سنا ہے کہ "الوداع کی نماز" دہلی کی جامع مسجد میں پڑھنا اور افضل ہے۔ چنانچہ دہلی کا "الوداعی جمعہ" ایک تاریخی چیز بن گیا ہے۔ اس دن دہلی میں عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ اطراف کے دیہاتوں سے مسلمانوں کا جو جم غفیر اور سیلاب عظیم یہ جمعہ ادا کرنے کے لئے دہلی میں آتا ہے وہ تو ہے ہی آس پاس کے شہروں سے بھی لوگ اس دن دہلی پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ محض سیر و تماشا کے خیال سے نہیں بلکہ اس کو وہ اپنے خیال میں ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے جس میں صاف اور صریح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا" یعنی (مکہ معظمہ کی) مسجد حرام اور (بیت المقدس کی) مسجد اقصیٰ اور (مدینہ منورہ کی) مسجد نبوی، ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد میں ثواب و فضیلت کے خیال سے نماز پڑھنے کیلئے سفر کرکے نہیں جانا چاہئے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مسجدوں کے سوا کوئی ایسی مسجد نہیں ہے جہاں ہم دور دور سے سفر کرکے نماز پڑھنے کے لئے جائیں۔ چاہے وہ دہلی کی جامع مسجد ہو یا لاہور کی، آگرہ کی ہو یا اجمیر کی۔ بلکہ خود مکہ معظمہ کی مسجد حرام اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے علاوہ وہاں کی دوسری مسجدوں کے لئے بھی سفر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ تو بھلا دوسری جگہ کا کیا ذکر ——— پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان تین مسجدوں کی فضیلت بھی صرف "الوداع" پڑھنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ خواہ کوئی نماز ہو اور کسی مہینے اور کسی دن کی ہو ——— تو سمجھ میں نہیں آتا کہ دہلی کی یا کسی اور جگہ کی جامع مسجد میں خاص "الوداع" پڑھنے کی فضیلت کہاں سے ثابت کرلی گئی۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ نمازیوں کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے نماز کے درجہ میں بھی کمی اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ یعنی جو نماز بڑی جماعت کے ساتھ ادا کی جائیگی وہ اس نماز سے افضل ہوگی جو چھوٹی جماعت میں یا تنہا ادا کی جائے۔ لیکن اس کے لئے نہ رمضان شریف کی کوئی خصوصیت ہے اور نہ اس کے آخری جمعہ کی۔ بلکہ یہ بات تو ہر مہینے میں اور ہر نماز

کے لئے حاصل ہے ـــــ اس لئے صرف "الوداع" کے لئے دہلی کا سفر کرنا۔ یا اپنے قصبہ اور شہر کی اس مسجد کو چھوڑ کر جہاں وہ ہمیشہ پنجگانہ یا جمعہ ادا کرتا ہے بڑی مسجد میں جانا بالکل بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے۔ بلکہ حدیث مذکورہ بالا کی بنا پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہر نماز یا کم از کم ہر جمعہ خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان "الوداعی" ہو یا غیر الوداعی اپنے یہاں کی بڑی مسجد میں جہاں دوسری مسجدوں کے اعتبار سے بڑی جماعت ہوتی ہے۔ ادا کرتا ہے تو اس میں مضائقہ نہیں ـــــ الغرض یہ "الوداع" کی رسم جو آج مسلمانوں میں رائج ہے شرعًا بالکل بے سند اور بے اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات سے بچائے اور دین کی سیدھی اور صحیح راہ پر قائم رکھے۔ آمین۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلے میں کچھ عید کے ضروری احکام بھی بیان کر دیئے جائیں۔

صدقۂ فطر اگر رمضان مبارک کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرنے چاہئیں۔ اسکے بعد شوال کا مہینہ شروع ہوگا۔ شوال کی پہلی تاریخ مسلمانوں کی عید کا دن ہے یہ دن مسلمانوں میں بڑی خوشی اور مسرت کا ہے۔ ان کا بچہ بچہ خوشی میں سرشار ہوتا ہے۔ لیکن کچھ ہمارے ہی بھائی ایسے بھی ہوتے ہیں جو عید کا چاند دیکھتے ہی اداس پڑ جاتے ہیں انکا چہرہ رنج وغم سے ملول اور پژمردہ نظر آنے لگتا ہے یہ وہ غریب اور مسکین لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کے لئے غلہ ہوتا ہے اور نہ پہننے کیلئے کپڑا۔ یہ کیسی بے انصافی اور بے مروتی کی بات ہوگی کہ ہم اور ہمارے بچے تو عید کی خوشیاں منائیں لیکن ہمارے ہی عزیز واقربا یا محلے اور پڑوس کے دوسرے بھائیوں کے بچے اس دن بھی فقروفاقہ ہی میں رہیں۔ اسی لئے ہمارے رحمدل پیغمبر نے اللہ ان پر لاکھوں درود وسلام بھیجے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم میں سے جس کو طاقت ہو، ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت، لڑکا لڑکی، بوڑھے جوان کی طرف سے آج کے دن غریبوں اور محتاجوں پر صدقہ کرے اسی کو "صدقۂ فطر" کہتے ہیں۔ اس صدقے کی وجہ سے جہاں ہمارے غریب بھائیوں کو عید منانے کا موقع ملجائیگا۔ وہاں اللہ تعالیٰ ہماری ان خطاؤں کو بھی معاف فرمائیگا جو روزے کی حالت میں ہم سے ہوگئی ہیں۔

یہ صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے بعد صحابہؓ وتابعینؒ کے عہد میں بھی ناپ کر دیا جاتا تھا۔ اور جس برتن سے ناپتے تھے اس کو "صاع" کہتے تھے۔ صاع سے ایک چھوٹا پیمانہ اور ہوتا ہے اُس کو مُد کہتے ہیں۔ چار مُد کا ایک صاع ہوتا ہے۔ پس صاع سے ایک صاع اور مُد سے چار مُد ہر شخص کی طرف سے وہ غلہ دیا جائے جو اپنے گاؤں یا شہر کی عام غذا ہو۔ مثلاً جو، گیہوں، چاول، کھجور وغیرہ۔ گیہوں بھی پورا ہی دینا چاہئے لیکن اگر کوئی کم استطاعت شخص دو مد یعنی آدھا صاع بھی دیدے تو جائز ہے۔ مختلف غلوں کا وزن مختلف ہوتا ہے اسلئے وزن کی تعیین ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ مد یا صاع سے ناپ کر ہی دینا اولی واحوط ہے۔ ہاں جن کو یہ پیمانہ دستیاب نہ ہوسکے ان کی سہولت کے لئے لکھا جاتا ہے کہ علمائے اہلحدیث کے اندازے کے مطابق پورے ایک صاع (نبوی) کا وزن انگریزی سیر سے (جو اسّی روپے بھر کا ہوتا ہے) پونے تین سیر سے کچھ کم ہوتا ہے لیکن احتیاطاً پونے

پونے تین سیر دینا چاہیئے۔ اس حساب سے دو مُد یعنی آدھا صاع ایک سیر چھ چھٹانک ہوگا۔ یہ صدقہ نماز سے پہلے ہی تقسیم کردیا جائے اگر نماز کے بعد ادا کیا جائیگا تو یہ صدقہ فطر نہیں ہوگا بلکہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔

نماز عید کے لئے نکلنا صبح سویرے غسل سے فارغ ہوکر اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق اچھے کپڑے پہنے اگر میسر آئے تو خوشبو بھی لگائے اور پانچ یا سات عدد کھجوریں یا کچھ اور کھا کر بلند آواز سے یہ کلمات پکارتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ عیدگاہ پہنچکر تکبیر بند کردے اور اگر وضو نہ ہو تو وضو کرلے اور پھر تمام مسلمانوں کے ساتھ ملکر جماعت سے دو رکعت نماز ادا کرے۔ عیدگاہ میں کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھے۔

نمازِ عید کا طریقہ عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے اس طرح ادا کی جائے کہ جب آفتاب دو نیزے کی مقدار میں بلند ہوجائے تو صفیں سیدھی کرکے امام آگے بڑھے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہکر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور پھر سینے پر باندھ لے۔ امام کے ساتھ مقتدی بھی آہستہ تکبیر کہکر اسی طرح نیت باندھ لیں نیت باندھنے کے بعد سات مرتبہ پھر تکبیر (اللہ اکبر) امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں۔ تکبیروں کے بعد دعاثنا ر اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ آخر تک ——— یا ——— سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ آہستہ سے پوری پڑھکر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ سے سورہ فاتحہ پڑھیں۔ جب امام سورہ فاتحہ ختم کرے تو امام اور مقتدی سب ملکر بلند آواز سے آمین کہیں۔ اس کے بعد مقتدی چپ چاپ کھڑے رہیں۔ اور امام سورہ اعلیٰ یا سورہ قٓ پڑھے جب قرأۃ ختم ہوجائے تو تکبیر پکارتے ہوئے رکوع میں جائے۔ رکوع اور سجدے کی کوئی خاص دعا یا ترکیب نہیں ہے جیسے اور نمازوں میں ہے ویسے ہی اس میں بھی ہے۔ جب سجدے سے فارغ ہوکر ایک رکعت پوری کرلے تو تکبیر پکارتے ہوئے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہوجائے۔ کھڑے ہوکر قرأت شروع کرنے سے پہلے ہی پانچ مرتبہ امام پکار کر اور مقتدی آہستہ سے تکبیر کہیں۔ تکبیروں سے فارغ ہوکر بغیر دعاثنا پڑھے پہلی رکعت کی طرح سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ پھر امام سورہ غاشیہ یا سورہ قمر پڑھے۔ قرأت سے فارغ ہوکر معمول کے مطابق رکوع، سجدہ، قعدہ، تشہد وغیرہ کے ساتھ نماز پوری کرکے سلام پھیرے۔ اگر نماز میں اتنے آدمی ہوں کہ سب لوگ امام کی تکبیر نہیں سن سکیں گے تو مقتدیوں میں سے ہر صف میں ایک دو آدمی ایسے مقرر کردیئے جائیں جو امام کی آواز سنکر بلند آواز سے تکبیریں کہیں اور رکوع سجدہ میں جاتے اور اٹھتے ہوئے بھی امام کی تکبیر لوگوں تک پہنچائیں۔

نماز کے بعد نماز سے فارغ ہوکر مقتدی اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں اور امام کھڑا ہوکر لوگوں کو خطبہ سنائے خطبہ میں عید کے احکام و فضائل وغیرہ بیان کئے جائیں۔ یہ حدیث پیش کرنا بھی مناسب ہوگا۔ عَنْ اَنَسٍؓ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمًا أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهُ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهُ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاؤُهُ أَنْ يُوَفّٰى أَجْرُهُ قَالَ مَلَائِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَإِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ إِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ ص۱۸۲ ج ۱) یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں پھر یہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہر اس بندے کے لئے دعا رحمت کرتے ہیں جو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف ہوتا ہے خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا۔ اور جب ماہ رمضان ختم ہو کر عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ روزہ داروں کی عبادتوں اور نیکیوں کا ذکر کرکے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور ان سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی مزدوری کیا ہو سکتی ہے جس نے اپنا کام پورا پورا انجام دیدیا ہو۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار اسکی مزدوری یہی ہے کہ اس کا اجر بھی پورا پورا دیا جائے۔ تو ارحم الراحمین فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! دیکھو میرے بندوں اور میری بندیوں نے اپنے اس فرض کو جو میری طرف سے ان کے ذمے ڈالا گیا تھا ادا کر دیا ہے اور اب وہ ایک جگہ جمع ہو کر مجھ سے دعا کر رہے ہیں تو میں اپنی عزت اپنے جلال، اپنی بخشش اپنی بلندی اور اپنی رفعت مکانی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بھی ان کی دعا ضرور قبول کرونگا۔ ان سے کہدو کہ جاؤ! میں نے تمہارے گناہ بخشدیئے اور تمہاری برائیوں کو بھی نیکیوں کی صورت میں بدل دیا۔ پس لوگ اپنے اپنے گھروں کو اللہ کی رحمت اور بخشش کے ساتھ واپس آتے ہیں

اس کے علاوہ وقت و زمانے کے لحاظ سے اور جو ضروری باتیں ہوں مسلمانوں کو سمجھائی جائیں پھر دعا کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جائیں۔ جس راستے سے عیدگاہ آئے تھے اب واپس جاتے ہوئے اس کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے جائیں۔ یہ دن کھانے پینے اور خوشی کا ہے لیکن ناجائز کھیل تماشے میں مشغول ہو کر رمضان مبارک کی تمام نیکیوں کو برباد نہیں کرنا چاہئے۔

چھ عیدی روزے جس کو توفیق اور ہمت ہو وہ عید کے دوسرے دن سے یا دو چار روز بعد سے پے درپے یا ناغہ دیکر اسی مہینے میں چھ روزے اور رکھ لے تو اس کو اللہ تعالیٰ ایک سال کے روزوں کا ثواب عنایت فرمائیگا۔ انھیں روزوں کو "چھ عیدی" روزے کہا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق بخشے اور ان کو قبول فرمائے۔ اللہم آمین۔